کنز المدارس بورڈ کے نصاب میں شامل

مؤطا امام مالک

سوالات مع جوابات

﴿کتاب العیدین تا عقیقہ﴾

بفیضانِ نظر :- استاذ العلماء ہدایت علی مدنی صاحب

کاوش : نیاز رضا عطاری

جامعۃ المدینہ فیضانِ احمد رضا (نارتھ کراچی)

سوال :- امام مالک کا مختصر تعارف بیان کریں ۔؟
جواب :- نام ۔۔ مالک بن انس
لقب :- امام دار الہجرۃ
کنیت :- ابو عبداللہ
ولادت :- 93ھ
وفات :- 179ھ

سوال :- نماز عید کے متعلق آئمہ کرام کا اختلاف بیان کریں ۔؟
جواب :- قول اول ۔۔ امام اعظم کے نزدیک عید کی نماز واجب ہے ۔
قول ثانی ۔۔ امام مالک کے نزدیک عید کی نماز سنت ہے۔
جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ عیدین میں آذان اور اقامت نہیں ہے۔

سوال :- جمعے میں خطبہ پہلے ہوتا ہے اور عید میں بعد میں ہوتا ہے اسکی وجوہات تحریر کریں ۔؟
جواب :- 1- عید کے وقت میں وسعت ہوتی ہے اس لیے عید میں خطبہ کو مؤخر کیا اور جمعہ کے وقت میں اتنی وسعت نہیں اسی لیے اسکو مقدم کیا ۔
2 ۔۔ جمعے کا خطبہ فرض ہے اگر اس کو بعد میں رکھا جاتا تو لوگ نماز پڑھ کے خطبہ سنے بغیر چلے جاتے اور گناہ گار ہوتے اسی لیے اسکو مقدم کیا ۔
3 ۔۔ جمعہ کا خطبہ نماز کی صحت کے لیے ہوتا ہے اور صحتِ شرائط کا پورا کرنا نماز کے لیے ضروری ہوتا ہے اس لیے خطبہ جمعہ مقدم ہے جبکہ نماز عید میں یہ معاملہ نہیں ۔

سوال :- تکبیراتِ عیدین میں اختلاف آئمہ بیان کریں ۔؟
جواب :- احناف کے نزدیک :- نماز عیدین میں چھ تکبیریں ہیں اور ہر رکعت میں تین تکبیریں زائد ہوتی ہیں ۔
امام مالک و امام احمد کے نزدیک :- عیدین کی پہلی رکعت میں قرائت سے پہلے تکبیر تحریمہ کے ساتھ سات تکبیریں کہیں گے گویا چھ تکبیریں زائد ہوئیں اور دوسری رکعت میں اٹھتے وقت کی تکبیر سمیت چھ تکبیریں کہیں گے گویا پانچ تکبیریں زائد ہوئیں کل ملا کر گیارہ تکبیرات ہوئیں ۔
امام شافعی :- عیدین کی پہلی رکعت میں قرائت سے پہلے تکبیر تحریمہ کے علاوہ سات تکبیریں ہیں اور دوسری رکعت میں امام مالک و امام احمد کا اتفاق ہے ۔

سوال :- نماز عید میں کونسی سورتیں پڑھنے کا حکم ہے ۔؟
جواب:- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :- عید کی نماز میں سورہ (ق) اور **(اقتربت الساعة)** پڑھی جائے گی ۔
اور احناف کے نزدیک سورۃ **(الاعلی)** اور **(غاشیہ)** پڑھنا مستحب ہے۔

سوال :- عیدین کی تکبیرات میں تکبیر تحریمہ شامل ہے یا نہیں مع اختلاف بیان کریں ۔؟
جواب :- امام مالک ؛- پہلی رکعت میں جو سات تکبیریں ہیں ان میں تکبیر تحریمہ شامل ہے۔
احناف کے نزدیک زائد تکبیرات میں تکبیر تحریمہ شامل نہیں ۔

سوال :- اگر عید کی نماز قضاء ہو جائے تو کیا حکم ہے ۔؟
جواب :- احناف کے نزدیک اگر کسی کی عید کی نماز رہ جائے اور پورے شہر میں کسی بھی جگہ ملنے کی امید ہو تو وہاں جا کر عید کی نماز ادا کرے، اور اگر کہیں بھی عید کی نماز ملنے کی امید نہ ہو تو اب اکیلے عید کی نماز نہیں پڑھ سکتا، لیکن چار رکعت چاشت کی نماز پڑھنا بہتر ہے۔
امام شافعی فرماتے ہیں :- اگر عید کی نماز قضاء ہوجائے تو امام ہی کی مثل نماز پڑھے گا تکبیریں بھی زائد کہے گا اور جہراً قرائت بھی کرے گا۔
امام مالک فرماتے ہیں :- نماز عید کی کوئی قضاء نہیں۔

سوال :- نماز عید کے لئے امام عید گاہ کی طرف کس وقت نکلے گا ۔ ؟
جواب :- امام مالک فرماتے ہیں :- اہل مدینہ کا طریقہ یہ ہے کہ عید گاہ کی طرف اتنی دیر پہلے نکلے کہ جب نماز عید حلال ہو جائے یعنی سورج ایک نیزہ بلند ہو جائے۔

سوال :- نماز عید کا وقت کب شروع ہوتا ہے اور کب ختم ہوتا ہے ۔؟
جواب :- فقہاء کرام کا اجماع ہے کہ عید کی نماز کا وقت طلوعِ آفتاب سے لیکر ضحوی کبری کے وقت سے پہلے تک ہے۔

سوال :- عید کے دن نماز عید سے پہلے یا بعد میں نفل پڑھنا کیسا ۔؟
جواب :- احناف کے نزدیک :- نماز عید سے قبل نفل نماز مطلقاً مکروہ ہے، اور نماز عید کے بعد عید گاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے، گھر میں پڑھ سکتا ہے بلکہ مستحب ہے کہ چار رکعتیں پڑھے۔ یہ احکام خواص کے ہیں ، عوام اگر نفل پڑھیں اگرچہ نماز عید سے پہلے اگرچہ عیدگاہ میں انھیں منع نہ کیا جائے ۔
(بہار شریعت حصہ 4 ص 786)
امام شافعی فرماتے ہیں :- بہر صورت نفل نماز پڑھنا جائز ہے خواہ قبل صلاۃ ہو یا بعد صلاۃ ۔
امام مالک فرماتے ہیں :- بہر صورت نفل نماز پڑھنا ممنوع ہے خواہ قبل صلاۃ ہو یا بعد صلاۃ ۔

سوال :- استسقاء کیلئے نماز ہو گی یا نہیں اس بارے میں ائمہ کرام کا اختلاف تحریر کریں ۔؟
جواب :- امام اعظم فرماتے ہیں :- استسقاء دُعا و استغفار کا نام ہے اسکے لیے کوئی جماعت سنت نہیں ۔
اسکا طریقہ یہ ہے کہ امام حاضر ہوکر قبلہ رو ہو پھر دعا مانگے اور لوگ اسکی دعا پر آمین کہیں ۔
صاحبین کے نزدیک :- استسقاء کے لیے جماعت سنت ہے ۔

سوال :- نماز استسقاء کا طریقہ بیان کریں ۔؟
جواب :- بہار شریعت میں ہے :- امام دو رکعت جہر کے ساتھ نماز پڑھائے اور بہتر یہ ہے کہ پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ اور دوسری میں ھَلْ اَتٰكَ پڑھے اور نماز کے بعد زمین پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی خطبہ پڑھے اور خطبہ میں دُعا و تسبیح و استغفار کرے اور اثنائے خطبہ میں چادر لوٹ دے یعنی اوپر کا کنارہ نیچے اور نیچے کا اوپر کر دے کہ حال بدلنے کی فال ہو، خطبہ سے فارغ ہو کر دعا مانگے ۔

سوال :- نماز کسوف یعنی سورج گہن کی نماز کا حکم بیان کریں ۔؟
جواب :- آئمہ اربعہ کے نزدیک نماز کسوف یعنی سورج گہن کی نماز سنت مؤکدہ ہے۔
جبکہ نماز خسوف (چاند گہن کی نماز) آئمہ ثلاثہ کے نزدیک سنت موکدہ ہے جبکہ احناف کے نزدیک مستحب ہے۔
مسئلہ :- احناف کے نزدیک سورج گہن کی نماز سنت مؤکدہ ہے اور چاند گہن کی مستحب۔ سورج گہن کی نماز جماعت سے پڑھنا مستحب ہے اور تنہا تنہا بھی ہو سکتی ہے اور جماعت سے پڑھی جائے تو خطبہ کے سوا تمام شرائطِ جمعہ اس کیلئے شرط ہیں ، وہی شخص اس کی جماعت قائم کر سکتا ہے جو جمعہ کی کر سکتا ہے، وہ نہ ہو تو گھر میں یا مسجد میں تنہا تنہا پڑھیں ۔ (بہار شریعت حصہ 4 ص 92)

سوال :- نماز کسوف کا طریقہ بیان کریں ۔؟
عند الاحناف :- امام دو رکعت نماز اس طرح پڑھائے گا کہ پہلی رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے کرے گا اور قرائت لمبی کرے گا۔ اور دوسری رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے کرے گا یعنی عام نماز کی طرح نماز پڑھائے گا البتہ قرائت لمبی ہوگی ۔

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک :- نماز کسوف میں دو رکعتیں ادا کی جائے گیں اور ہر رکعت میں دو رکوع اور دو سجدے کیے جائیں گے اس طرح دو رکعت میں چار رکوع اور چار سجدے ہوں گے ۔

سوال :- گہن کی نماز میں قرائت سری ہو گی یا جہری ہوگی ۔ ؟
جواب ؛- عند الشوافع :- چاند گہن کی نماز میں قرائت جہری (بلند آواز سے) کی جائے گی ۔
احناف ، حنابلہ ، اور امام مالک کے نزدیک :- جب سورج گہن ہو تو قرائت سری ہوگی اور جب چاند گہن ہو تو قرائت جہری کی جائے گی ۔
دلیل :- ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورج کو گہن ہوا تو حضور صلی علیہ وسلم نے گہن کی نماز پڑھائی اور ہم نے کوئی آواز نہیں سنی " ۔
عند الصاحبین :- گہن کی نماز میں قرائت مطلّقا جہری ہی کی جائے گی۔

سوال :- قبلے کی طرف رخ کر کے استنجاء کرنا کیسا ۔؟
جواب :- اس بارے میں تین اقوال مشہور ہیں :
(1) قول اول :- امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک :- المنع مطلّقا یعنی مطلّقا قبلے کی طرف رخ کر کے استنجاء کرنا یا اس کی طرف پیٹھ کرنا ممنوع ہے ۔
(2) قول ثانی :- مطلّقاً جائز ہے اور یہ مذہب حضرت عروہ بن زبیر اور داؤد ظاہری کا ہے۔
(3) آئمہ ثلاثہ کے نزدیک :- استنجاء کرنے والا اگر کسی عمارت میں ہو یا پھر کوئی چیز حائل ہو تو ایسی صورت میں قبلے کی طرف منہ کرنا یا پھر پیٹھ کرنا مکروہ نہیں ۔ اور اگر کھلے میدان میں ہو تو مکروہ ہے ۔

سوال :- قبلہ کی جانب تھوکنا کیسا ۔؟
جواب :- قبلے کی جانب تھوکنا ممنوع ہے اور حدیث پاک میں اس پر ممانعت وارد ہے ۔
جیسا کہ امام مالک علیہ الرحمہ نے عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے ۔
اور ابو داؤد شریف کی حدیث پاک میں ہے :
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :- **من تفل تجاہ القبلة جاء یوم القیامة تفله بین عینیه“**
یعنی : جس نے قبلہ کی طرف تھوکا، وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اُس کا تھوک اُس کی آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) ہوگا۔
(سنن ابی داؤد، ج2، ص179)

سوال :- تحویل قبلہ کا حکم کب ہوا ۔؟
جواب :- حضور علیہ الصلوۃ والسلام بحکم الٰہی سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔
تحویل قبلہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے ہی آپ کے دل میں کعبۃ اللہ کی طرف نماز پڑھنے کا شوق تھا ۔
چنانچہ نصف شعبان 2 ہجری میں یہ حکم نازل ہوا۔
۔"فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ"۔
ترجمہ:۔ پس آپ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں۔
فائدہ :- حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو قبیلہ بنی سلمہ میں نماز ظہر کی دوسری رکعت کے رکوع میں تحویل قبلہ کا حکم ہوا جسکی کی ایک وجہ یہ تھی کہ منافق اور مومنین کی جانچ ہو سکے کہ کون سچا مسلمان ہے اور کون جھوٹا ہے۔

سوال :- تحویل قبلہ کی صورت میں تو عمل کثیر لازم آتا ہے اور عمل کثیر کی صورت میں تو نماز ٹوٹ جاتی ہے ۔؟
جواب :- تحویل قبلہ نماز کی اصلاح کے لیے تھا اور نماز کی اصلاح کے لیے جو بھی عمل کثیر ہو تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ۔

سوال :- عورتوں کا مسجد جانا کیسا ۔؟
جواب :- امام اعظم کے نزدیک :- بوڑھی عورت کو مغرب، عشاء اور فجر میں مسجد میں آنے کی اجازت ہے البتہ ظہر اور عصر میں نہیں نکلے گیں ۔
صاحبین کے نزدیک :- بوڑھی عورت کو ہر نماز میں آنے کی اجازت ہے کیونکہ ان میں فتنے کا کوئی خوف نہیں ہے ۔
نوٹ :- متاخرین کے نزدیک فتنے کی وجہ سے عورتوں کو کسی بھی نماز کے لیے مسجد میں آنے کی اجازت نہیں ۔

سوال :- بے وضو شخص کا غلاف وغیرہ سے قرآن پاک کو اٹھانا کیسا ۔؟
جواب :- امام اعظم کے نزدیک :- بے وضوء شخص کی ہر وہ چیز جو کلام اللہ سے الگ ہو سکے مثلا غلاف یا رومال وغیرہ سے قرآن پاک کو اٹھانا جائز ہے ۔
امام مالک و امام شافعی کے نزدیک : بے وضوء شخص کا قرآن پاک کو غلاف وغیرہ سے اٹھانا مکروہ ہے ۔

سوال :- بغیر وضوء کے قرآن کریم پڑھنے کے متعلق حضرت عمر فاروق والی حدیث بیان کریں ۔؟
جواب :- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک ایسی قوم کے درمیان تشریف فرما تھے جو تلاوت کر رہے تھے ۔ آپ رضی اللہ عنہ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے پھر واپس آکر بغیر وضوء کے قرآن پاک پڑھنے لگے تو ایک شخص نے عرض کی ۔ یا امیر المومنین ! آپ بغیر وضوء کے قرآن کریم تلاوت کر رہے ہیں ؟ اس بات پر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا : کس نے تجھے یہ فتویٰ دیا ، کیا وہ مسیلمہ ہے جس نے تجھے یہ بتایا ہے ۔

سوال :- قرآن پاک کتنے دن میں ختم کرنا چاہیے ۔؟
جواب :- بہتر طریقہ یہ ہے کہ سات دنوں میں ختم کیا جائے یا پھر پندرہ دنوں میں اسی پر مشائخ اور فقہاء کا عمل ہے ۔
بہار شریعت میں ہے :- تین دن سے کم میں قرآن کا ختم خلافِ اَولیٰ ہے۔ کہ نبی کریم صلی للہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے تین رات سے کم میں قرآن پڑھا، اس نے سمجھا نہیں ۔“
(بہار شریعت ح 3 ص 555)

سوال :- قرآن کریم کو سات حروف پر اتارا گیا ان سات حروف سے کیا مراد ہے ۔؟
جواب :- اس بارے میں اقوال مختلف ہیں ۔

قول اول :- قرآن پاک سات لغتوں میں اتارا گیا ، جیسے بنی تمیم وغیرہ کی لغت ۔
قول ثانی :- قرآن پاک سات لفظوں کے ساتھ نازل کیا گیا البتہ معانی سب کے ایک ہیں ۔
قول ثالث :- سات حروف سے مراد سات قرائتیں ہیں ۔

سوال :- سجدہ تلاوت کے بارے میں ائمہ کرام کا اختلاف تحریر کریں ۔؟
جواب :- احناف کے نزدیک سجدہ تلاوت واجب ہے ۔
امام شافعی کے نزدیک :- سجدہ تلاوت سنت مؤکدہ ہے ۔
اور امام مالک کے نزدیک ایک قول کے مطابق سنت ہے یا پھر مستحب ہے ۔
احناف کی دلیل :- وہ تمام آیتیں جن میں سجدہ کرنے کا حکم ہے وہاں امر کا صیغہ ہے اور امر وجوب کا تقاضا کرتا ہے لہٰذا سجدہ تلاوت کرنا واجب ہے ۔

سوال :- آیات سجدہ کی تعداد کے بارے میں اختلاف آئمہ تحریر کریں ۔؟
جواب :- امام اعظم کے نزدیک آیات سجدہ کی تعداد چودہ ہے ، سورہ حج میں دو سجدے نہیں ہے بلکہ ایک ہی سجدہ ہے ۔
امام شافعی کے نزدیک سجدہ تلاوت کی تعداد چودہ ہے البتہ سورہ حج میں دو سجدے ہیں اور سورۃ ص میں کوئی سجدہ نہیں۔
امام مالک کے نزدیک آیات سجدہ کی تعداد گیارہ ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ سورہ ص ، سورہ نجم ، سورہ انشقاق اور سورہ اقرا میں سجدہ نہیں ہے ۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خاکِ مدینہ کی تعظیم کی خاطرِ مدینۂ منوّرہ میں کبھی بھی قضائے حاجت نہیں کی،اس کیلئے ہمیشہ حرمِ مدینہ سے باہَر(OutSide) تشریف لے جاتے تھے،البتہ مَرض کی حالت میں مجبور تھے۔
(بستان المحدثین ،ص۱۹)

سوال :- فجر و عصر کے بعد نوافل ادا کرنا کیسا ۔؟
جواب :- احناف کے نزدیک اوقات مکروہہ تین ہیں ، ان تینوں اوقات میں کوئی نماز جائز نہیں نہ فرض نہ واجب نہ نفل اور نہ ہی قضاء ، ہاں اگر اس دن کی نماز عصر نہیں پڑھی تھی اور مکروہ وقت شروع ہو گیا تو پڑھ لیں البتہ اتنی تاخیر کرنا حرام ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ اوقات چار ہیں ، نیز امام مالک کے نزدیک ان اوقات میں فرض نماز کی قضاء پڑھ سکتے ہیں ۔
امام مالک کے نزدیک سنت نماز ، نماز جنازہ کی طرح ہے ۔
فجر اور عصر کے بعد یعنی ان دو وقتوں میں سنت نماز ، نماز جنازہ و غیرہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اسی طرح امام مالک کے نزدیک اگر عصر اور فجر کے بعد کسی سبب سے نفل نماز پڑھی جائے تو جائز ہے ورنہ بلا سبب اگر کوئی ان اوقات میں نفل پڑھتا ہے تو اس کیلئے جائز نہیں ہے۔

سوال :- اعتکاف کا لغوی و شرعی معنی نیز اسکی اقسام بھی بیان کریں ۔؟
جواب :- لغوی معنی :- ٹھہرنا
اصطلاحی معنی :- مسجد میں للہ پاک کے لیے نیّت کے ساتھ ٹھہرنا اعتکاف ہے اور اس کیلئے مسلمان، عاقل اور جنابت و حیض و نفاس سے پاک ہونا شرط ہے۔ بلوغ شرط نہیں بلکہ نابالغ جو تمیز رکھتا ہے اگر بہ نیّت اعتکاف مسجد میں ٹھہرے تو یہ اعتکاف صحیح ہے،

اعتکاف کی تین اقسام ہیں۔

1 ۔۔ واجب، کہ اعتکاف کی منّت مانی یعنی زبان سے کہا، محض دل میں ارادہ سے واجب نہ ہوگا۔
2 ۔۔ سنت مؤکدہ، کہ رمضان کے پورے عشرہ اخیرہ یعنی آخر کے دس دن میں اعتکاف کیا جائے ۔
3 ۔۔ ان دونوں کے علاوہ اور جو اعتکاف کیا جائے وہ مستحب و سنت غیر مؤکدہ ہے۔
مسئلہ :- اعتکافِ مستحب کے لیے نہ روزہ شرط ہے، نہ اس کے لیے کوئی خاص وقت مقرر، بلکہ جب مسجد میں اعتکاف کی نیّت کی، جب تک مسجد میں ہے معتکف ہے، جب چلا آیا اعتکاف ختم ہوگیا۔

سوال :- کیا سنت اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے مع اختلاف بیان کریں ۔؟
جواب :- قول اول -- امام اعظم و امام مالک کے نزدیک سنت اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے اور غیر روزہ دار کا اعتکاف درست نہیں ۔
دلیل :- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے :- لا اعتکاف الا بصوم۔
قول ثانی -- امام شافعی اور انکے اصحاب کے نزدیک اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں۔ لہذا غیر روزہ دار کا اعتکاف بھی صحیح ہے۔
دلیل :- صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور پاک ﷺ سے عرض کیا کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک رات اعتکاف کی منت مانی تھی ۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی نظر کو پورا کرو۔ یہ بات واضح ہے کہ رات میں روزہ مشروع نہیں لہذا ثابت ہوا کہ اعتکاف میں روزہ شرط نہیں۔

سوال :- اعتکاف کس مقام پر کیا جائے گا ۔؟
جواب :- قول اول ۔۔ امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک مرد کو مسجد میں اعتکاف کرنے کا حکم ہے اور عورت کو اجازت ہے کہ وہ اپنے گھر میں مسجد بیت میں اعتکاف کرے ۔

قول ثانی ۔۔ امام مالک و امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک مرد یا عورت کے لیے اعتکاف فقط مسجد میں مشروع ہے ۔
مسئلہ :- جمہور کے نزدیک اعتکاف کے لیئے مسجد عام شرط ہے ۔
امام شافعی و امام مالک کے نزدیک ہر مسجد میں اعتکاف جائز ہے۔
امام محمد کے نزدیک اعتکاف اس مسجد کے ساتھ خاص ہے جس میں نماز با جماعت ادا کی جاتی ہو۔
اور امام اعظم کے نزدیک اس مسجد میں اعتکاف کیا جائے گا جس میں تمام نمازیں پڑھی جاتی ہوں۔

سوال :- اعتکاف کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے ۔؟
جواب :- امام اوزاعی ، امام ثوری اور امام ابو اللیث کے نزدیک اعتکاف کے لیئے صبح کی نماز کے بعد بیٹھنا چاہیے اس حدیث کی بنا پر جس میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز کے بعد اعتکاف میں بیٹھے تھے ۔
احناف کے نزدیک :- بیسویں رمضان کو سورج ڈوبتے وقت بہ نیّت اعتکاف مسجد میں ہو یہ ضروری ہے ۔ اگر بیسویں تاریخ کو بعد نماز مغرب نیّت اعتکاف کی تو سنت مؤکدہ ادا نہ ہوئی ۔

سوال :- سب سے افضل اعتکاف کس مسجد میں ہے ۔؟
جواب :- سب سے افضل مسجد حرام شریف میں اعتکاف ہے پھر مسجد نبوی میں علی صاحبہا الصلاۃ والتسلیم پھر مسجد اقصیٰ میں ۔

سوال :- کیا معتکف اعتکاف کی حالت میں جمعہ پڑھنے کے لیے جاسکتا ہے ۔؟
جواب :- فقہائے احناف کے نزدیک اگر معتکف جمعہ کے لیئے مسجد سے باہر جائے تو اسکا اعتکاف فاسد نہیں ہوگا ۔
امام شافعی و امام مالک کے نزدیک اسکا اعتکاف فاسد ہو جائے گا ۔

سوال :- معتکف کو کن کاموں کی وجہ سے فقہائے کرام نے مسجد سے نکلنے کی اجازت دی ہے ۔؟
جواب :- معتکف کو مسجد سے نکلنے کے دو عذر ہیں ۔ اول ۔۔ حاجت طبعی۔ کہ مسجد میں پوری نہ ہو سکے جیسے پاخانہ، پیشاب، استنجاء ، وضوء اور غسل کی ضرورت ہو تو غسل۔
ثانی ۔۔ حاجت شرعی مثلاً عید یا جمعہ کے لیے جانا یا اذان کہنے کے لیے منارہ پر جانا،
مسئلہ :- معتکف کو اپنی یا بال بچوں کی ضرورت سے مسجد میں کوئی چیز خریدنا یا بیچنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو یا ہو تو تھوڑی ہو کہ جگہ نہ گھیرے اور اگر خرید و فروخت بقصد تجارت ہو تو ناجائز اگرچہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو۔
مسئلہ :- معتکف کو وطی کرنا اور عورت کا بوسہ لینا یا چھونا یا گلے لگانا حرام ہے۔ جماع سے بہرحال اعتکاف فاسد ہوجائے گا ۔

سوال :- اعتکاف کے ختم ہوجانے کے بعد معتکف مسجد سے کب نکلے گا ۔؟
جواب :- امام مالک کے نزدیک معتکف مسجد سے عید کی نماز کے بعد نکلے گا یہ صورت مستحب ہے اور اگر وہ غروب آفتاب کے بعد نکلے تو یہ بھی جائز ہے۔
قول ثانی ۔۔ امام شافعی اور امام اعظم کے نزدیک معتکف کو غروب شمس کے بعد نکلنے کی اجازت ہے ۔

(کتاب الصید)

سوال :- صید سے کیا مراد ہے اور یہ کسے کہتے ہیں ۔؟
جواب :- صید اس وحشی جانور کو کہتے ہیں جو آدمیوں سے بھاگتا ہو اور بغیر حیلہ نہ پکڑا جا سکتا ہو اور کبھی فعل یعنی جانور کے پکڑنے (اصطیاد) کو بھی صید کہتے ہیں ۔

سوال :- معراض کی تعریف اور اسکے متعلق اصول بیان کریں ۔؟
جواب :- معراض کہتے ہیں تیر کا درمیانی موٹا حصہ ، اس کی تشریح یہ ہے کہ شکار سے متعلق یہ شرعی اصول ہے کہ اگر جانور کو کسی دھاری دار چیز سے شکار کیا جائے ،اور وہ جانور اس دھاری دار چیز کے لگنے کے بعد قابو پانے سے پہلے ہی مرجائے تو اس کا کھانا حلال ہے اور اگر کسی چیز کی ضرب اور چوٹ سے مرے اور مرنے سے پہلے شرعی طریقہ سے ذبح نہ کیا جائے تو اس کا کھانا حرام ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے "معراض " کے متعلق پوچھا کیا گیا تو آپ نے فرمایا :- "جب (شکار میں) "معراض" کی نوک لگے تو اسے کھاؤ اور جب آڑا "معراض" پڑے اور وہ (شکار) مر جائے تو وہ((موقوذہ)) ہے، اسے مت کھاؤ"۔

سوال :- جانور کو اگر تیر وغیرہ سے ماردیا جائے تو کھانے کا حکم بیان کریں ۔؟
جواب :- امام مالک کے نزدیک مطلقًا ایسے جانوروں کا کھانا درست نہیں ہے ۔
امام اعظم کے نزدیک اگر مانوس جانور وحشی ہو جائے اور آدمی اسے کھانے لگے تو شکاری کی طرح اسکو مار کر کھا لینا درست ہے۔

سوال :- شکاری جانور کا شکار سے کچھ کھا لینے میں ائمہ کا حکم بیان کریں ۔؟
جواب :- امام مالک کے نزدیک اگر شکاری نے شکار میں سے کچھ کھا لیا ہو تب بھی وہ حرام نہیں ہوتا حتی کہ اگر ایک تہائی حصہ بھی وہ کھا لے. تو بقیہ دو تہائی حلال اور انکے نزدیک درندے اور پرندے کے درمیان کچھ فرق نہیں۔
امام اعظم کے نزدیک شکاری درندے نے اگر شکار میں سے کچھ کھا لیا ہو تو وہ حرام ہے لیکن اگر شکاری پرندے ن ے کھایا ہوا ہے تو وہ حرام نہیں ہے کیونکہ شکاری درندے کو ایسا تعلیم دی جا سکتی ہے کہ وہ شکار کو مالک کے لیئے پکڑ کر رکھے اور اس میں کچھ نہ کھائے لیکن تجربہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ شکاری پرندہ ایسی تعلیم کو قبول نہیں کرتا ۔۔

سوال :- کن جانوروں سے شکار کروانا جائز ہے ۔؟
جواب :- بہار شریعت میں ہے :- ہر درندہ جانور سے شکار کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ وہ نجس العین نہ ہو اور اُس میں تعلیم کی قابلیت ہو اور اُسے سکھا بھی لیا ہو۔ درندہ کی دو قسمیں ہیں ۔ (۱) چوپایہ جیسے کتّا وغیرہ جس میں کیلا ہوتا ہے، (۲) پنجہ والا پرند جیسے باز، شکرا وغیرہ۔ جس درندہ میں قابلیت تعلیم نہ ہو اس کا شکار حلال نہیں مگر اس صورت میں کہ شکار پکڑ کر ذبح کر لیا جائے لہٰذا شیر اور ریچھ سے شکار حلال نہیں کہ ان دونوں میں تعلیم کی قابلیت ہی نہیں ۔

سوال :- جو مچھلی پانی میں طبعی موت مرجائے تو اسکا کیا حکم ہے ۔؟
جواب :- احناف کے نزدیک :- پانی کے جانوروں میں صرف مچھلی حلال ہے ۔جو مچھلی پانی میں مر کر تیر گئی یعنی جو بغیر مارے اپنے آپ مر کر پانی کی سطح پر الٹی ہو گئی وہ حرام ہے ، مچھلی کو مارا اور وہ مر کر اولٹی تیرنے لگی یہ حرام نہیں ۔
امام مالک کے نزدیک پانی میں مرجانے والی مچھلی حلال ہے ۔

سوال :- لکڑی سے مارے گئے شکار کا حکم بیان کریں ۔؟
جواب :- پہلی صورت : جب کسی نے معراض سے شکار کیا اور معراض کی دھار سے مرا تو جانور بالاتفاق حلال ہے۔
دوسری صورت : اگر معراض کے عرض سے مرا ہو تو حلال نہیں۔
دلیل :- سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو معراض کی دھار سے مرا اسے کھاؤ اور جو معراض کی چوڑائی سے مرا وہ موقوف ہے۔

سوال :- حلقوم کٹ جانے کے بعد جانور پانی میں گر کر مرجائے تو اسکا کیا حکم ہے ۔؟
جواب :- بعض علمائے کرام فرماتے ہیں :- جانور کے حلقوم کٹ جانے کے بعد پانی میں گر کر مرے تو اس کا کھانا جائز ہے امام ابن مبارک کا بھی یہی قول ہے۔

سوال :- کتا شکار سے کچھ کھالے تو شکار کا حکم بیان کریں ۔؟
جواب :- اکثر علمائے کرام کے نزدیک :- اگر کتا شکار سے کچھ کھائے تو اب اس سے نہ کھایا جائے ۔
حضرت سفیان ثوری ، امام شافعی، امام احمد و امام اسحاق کا بھی یہی قول ہے ۔
اور بعض صحابہ کرام اور دیگر اہل علم نے اسکی اجازت دی ہے اگرچہ کتے نے اس سے کھالیا ہو۔

سوال :- کیا شکاری جانور چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے ۔؟
جواب :- اللہ پاک فرماتا ہے :- تم انہیں وہ سکھاتے ہو جس کی اللہ نے تمہیں تعلیم دی ہے تو اس میں سے کھاؤ جو وہ شکار کر کے تمہارے لئے روک دیں اور (شکاری جانور کو چھوڑتے وقت) اس پر اللہ کا نام لو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔
اسی طرح حضرت ابو ثعلبہ کی حدیث میں ہے اسی وجہ سے حضرت امام احمد وغیرہ نے شرط ضروری بتلائی ہے کہ جانور کو چھوڑتے وقت اور تیر چلاتے وقت بسم اللہ شریف پڑھنا شرط ہے۔
نیز جمہور کا بھی مذہب مشہور یہی ہے کہ اس آیت اور حدیث سے مراد جانور کو چھوڑنے کا وقت ہے،
مسئلہ :- شکار پر چھوڑتے وقت بسم للہ پڑھنا بھول گیا تو جانور حلال ہے جس طرح ذبح کرتے وقت اگر بسم للہ پڑھنا بھول گیا تو حلال ہے، حرام اُس وقت ہے جب قصداً نہ پڑھے۔
دلیل :- حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اپنے شکاری جانور بھیجتے وقت بسم اللہ کہہ لو ، ہاں اگر بھول جاؤ تو کوئی حرج نہیں۔

سوال :- سکھائے ہوئے درندوں کے شکار کا بیان کریں ۔؟
جواب ؛- جس جانور کو سکھایا جائے مثلا کتا ، چیتا ، وغیرہ کو اگر بسم اللہ کہے کر چھوڑا جائے اور وہ شکار کو جا کر ماردے اس کا کھانا درست ہے اور تعلیم ان جانوروں کی جب پوری ہوگی کہ جب ان کو چھوڑ دے تو شکار پر دوڑے اور جب منع کرے تو رک جائیں اور امام اعظم و شافعی کے نزدیک مزید یہ شرط بھی ہے کہ شکار کے جانور میں سے کچھ کھائے نہیں بلکہ اس کو دبوچ کر چھوڑ دے۔

سوال :- گھوڑے ، خچر اور گدھے کہ کھانے یا نہ کھانے میں اختلاف تحریر کریں ۔؟
جواب :- قول اول ـــ امام مالک کے نزدیک گھوڑا، خچر اور گدھے کا گوشت منع ہے اور یہ اشد مکروہ ہے ۔
دلیل :- والخیل والبغال والحمیرۃ لترکبوھا وزینۃ اور اس حوالے سے امام اعظم کا بھی یہی موقف ہے۔

قول ثانی ـــ امام شافعی اور امام ابو یوسف کے نزدیک گھوڑے کا گوشت حلال ہے۔
مضطر کی تعریف ـــ جب انسان کو بھوک کی وجہ سے مرنے کا یقین ہو جائے اور اسے کوئی ایسی حلال چیزوں نہ ملے جسے وہ کھائے تو ایسے آدمی کو مضطر کہتے ہیں۔
امام مالک فرماتے ہیں :- مضطر کے لیے جائز ہے کہ وہ پیٹ بھر کر کھائے اور اس میں سے کچھ زاد راہ کے لیے رکھے لیکن اگر حلال کو پالے تو اسے پھینک دے ۔امام اعظم اور امام شافعی کے نزدیک مضطر کو صرف اتنے کھانے کی اجازت ہے جس سے اس کی جان بچ جائے اور اسے کھانے کو جمع کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

سوال :- شکار پر تیر لگنے کے بعد وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تو کیا حکم ہے ۔ ؟
جواب :- امام مالک فرماتے ہیں :- جب جانور کو تیر مارا پھر وہ غائب ہو گیا پھر اگر رات گزرنے سے پہلے مل جائے اور اس میں اپنے تیر کے اثرات بھی موجود ہوں تو اسے کھا لیا جائے ، اس میں کوئی حرج نہیں، اور اگر رات گزر جائے تو اس کا کھانا مکروہ ہے۔

امام اعظم فرماتے ہیں :- شکاری اس کی تلاش جاری رکھے اور بیٹھا نہ رہے ، پھر شکار ملے اس حال میں کہ اس میں تیر کے سوا کوئی دوسرا زخم نہیں تو وہ حلال ہے اگر چہ جتنا وقت بھی گزر جائے اور اگر بیٹھا رہا اور پھر شکار مرا ہوا ملا تو حلال نہیں ۔

(کتاب العقیقہ)

سوال :- عقیقے کی تعریف اور اسکے احکام بیان کریں ۔؟
جواب :- بچہ پیدا ہونے کے شکریہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اسے عقیقہ کہتے ہیں، عقیقہ کرنا فرض یا واجب نہیں بلکہ سنتِ مُستَحبَّہ ہے۔

فائدہ :- اگر گنجائش ہو تو عقیقہ ضرور کرنا چاہیے، نہ کیا تو گناہ نہیں البتہ عقیقہ کے ثواب سے محرومی ہے ۔

امام مالک رحمہ اللہ :- بچے اور بچی دونوں کی طرف سے ایک ایک بکری عقیقہ کے طور پر قربان کی جائے ۔
دلیل :- ترمذی کی حدیث پاک ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک بکری عقیقے میں قربان کی۔
امام اعظم ، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ :- بچے کی طرف سے دو اور بچی کی طرف سے ایک بکری قربان کی جائے۔
دلیل :- ترمذی شریف میں ہے :- عن عائشہ رضی اللہ عنہا؛ انه صلى الله عليه وسلم

أمرهم عن الغلام بـبشاتين مكافتين وللجارية شأة واحدة

عقیقہ کا حکم :- عقیقہ سنت مستحبہ ہے البتہ امام احمد کا ایک قول وجوب کا ہے ۔

سوال :- عقیقے کے جانور کی ہڈی توڑی جائے گی یا نہیں ۔؟
جواب :- امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ توڑی جائے گی ۔
احناف کے نزدیک نہ توڑنا نیک فالی ہے۔

سوال :- عقیقے کے لیے کونسا دن بہتر ہے ۔؟
جواب :- عقیقہ کے لیے ساتواں دن بہتر ہے اور ساتویں دن نہ کرسکیں تو جب چاہیں کرسکتے ہیں سنت ادا ہو جائے گی۔ بعض نے یہ کہا کہ ساتویں یا چودھویں یا اکیسویں دن یعنی سات دن کا لحاظ رکھا جائے یہ بہتر ہے اور یاد نہ رہے تو یہ کرے کہ جس دن بچہ پیدا ہو اس دن کو یاد رکھیں اس سے ایک دن پہلے والا دن جب آئے وہ ساتواں ہوگا ۔

سوال :- وصیت کی تعریف اور اس میں کن چیزوں کا ہونا ضروری ہے ۔؟
جواب :- وصیّت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بطور احسان کسی کو اپنے مرنے کے بعد اپنے مال یا منفعت کا مالک بنانا ۔
وصیّت میں چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔
1 ۔۔ موصِی یعنی وصیّت کرنے والا ۔
2 ۔۔ موصی لہ یعنی جس کے لئے وصیّت کی جائے
3 ۔۔ موصٰی بہ یعنی جس چیز کی وصیّت کی جائے
4 ۔۔ وصی یعنی جس کو وصیّت کی جائے۔

سوال :- وصیت کا جواز کس سے ثابت ہے ۔؟
جواب :- وصیّت کا جواز ، قرآن کریم سے، احادیث مبارکہ سے اور اجماع امت سے ثابت ہے ۔

سوال :- وصیت کا حکم بیان کریں ۔؟
جواب :- وصیّت کرنا مستحب ہے جب کہ بندے پر حقوق اللہ کی ادائیگی باقی نہ ہو،
اگر حقوق اللہ کی ادائیگی باقی ہے جیسے کچھ نمازوں کا ادا کرنا باقی ہے یا حج فرض تھا ادا نہ کیا یا روزہ رکھنا تھا نہ رکھا تو ایسی صورت میں ان کے لئے وصیّت کرنا واجب ہے۔
نوٹ :- وصیّت کا رکن ایجاب و قبول ہے ۔

امام مالک علیہ الرحمہ کا وقتِ وصال آیا تو آپ نے یہ روایت نقل فرمائی :-

کسی شخص کو نماز کے مسائل کا درس دینا زمین بھر کی دولت صدقہ کرنے سے افضل ہے ۔ کسی شخص کی علمی الجھن دور کرنا سو حج کرنے سے بہتر ہے اور کسی شخص کی دینی رہنمائی کرنا سو غزوات میں شمولیت سے افضل ہے ۔ اس مختصر گفتگو کے بعد آپ رب کائنات کے حضور لبیک کہہ گئے ۔

(شاہ عبد العزیز محدث دہلوی : بستان المحدثین ص 29

نیاز رضا عطاری بروز منگل 6 فروری 2024 03131563602